NIBRAS
Islamic Research Journal
Department of Fiqh and Shariah
The Islamia University of Bahawalpur

Vol.1, No.01, July to Dec. 2023,
Page No. 48- 62

مواخاتِ مدینہ کی تاریخی اہمیت اور معاصر اطلاقات

Historical Significance and Contemporary Applications of Medina's Brotherhood

Abid Raheem, Ph.D. Scholar, Qurtaba university, Dera Ismail Khan, Pakistan.

ABSTRACT

Islam is the religion of unity. The spirit of unity and collectivity is found in its all teachings. It is an exclusive quality of Islam that the life of our holy prophet Muhammad Peace be upon him is a practical model of the teachings of Islam. The life of our Holy Prophet is an ideal model for us. In the life of our Holy Prophet Peace be upon him, where there are many more teachings for us, there are immense instructions in his biography about unity and collectivity. There are many manifestations of unity and togetherness in his biography. One of these phenomena is Medina's Brotherhood. The central and pivotal philosophy of Medina's Brotherhood is unity and solidarity. In present age in which the Muslin Ummah is divided in groups on the basis of ethnic, linguistic, cultural and geographical prejudices, the Medina's Brotherhood is of great importance. Only on the basis of Islamic brotherhood can differences between Muslim Ummah be resolved. The Muslim Ummah has all the resources to defend its existence and its rights. The population of Muslim is also very large and their civilization is superior to all other civilization. But in spite of this, Muslims are suffering from weakness and inferiority. The main reason for this is their mutual division and dispersal. In order to avoid this Medina's Brotherhood is a beacon. In article under review, the importance and efficacy of Medina's Brotherhood regarding the unity and solidarity of the Muslim Ummah will be discussed.

Key words: Unity, Teachings, Solidarity, Differences, Dispersal, Medina's Brotherhood, Muslim Ummah.

ARTICLE INFO
Article History:
Received:
25-12- 2023
Revised:
28-12- 2023
Accepted:
28-12- 2023
Online:
31-12- 2023

I. موضوع کا تعارف

مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا اسوہ حسنہ بڑی اہمیت اور قدر وقیمت کا حامل ہے۔ یہ اسوہ حسنہ مسلمانوں کے لئے مشعل راہ بھی ہے اور ہدایت کا معیار بھی ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی سیرت طیبہ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تعلیمات میں بنی نوع انسانوں کے لئے الفت ومحبت، اتحاد واتفاق اور اخوت وبھائی چارے کا ایسا درس موجود ہے جو پرامن بقائے باہمی اور نظریاتی وملی یکجہتی کے لئے قابل تقلید نمونہ اور نجات وکامیابی کا مثالی لائحہ عمل ہے۔ آج کے دور میں امت مسلمہ جس کا شیرازہ باہمی اختلافات وتنازعات، انتہاپسندانہ مذہبی سوچ وفکر، اغیار کے پروپیگنڈے، دینی تعلیمات سے دوری اور قرآن وسنت پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے بکھرا ہوا ہے اس کی اصلاح وفلاح ،جوڑو تنسیق اور دینی ودنیوی کامیابی وترقی کا فلسفہ ہی نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے فلسفہ اخوت وبھائی چارے میں مضمر ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنی اس آخری امت کی اصلاح اس نہج پر فرمائی کہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے، باہم دست وگریباں قوم کے افراد جیسے ہی نور اسلام کا جام نوش فرماتے تو وحدت ویکسانیت اور نظریاتی وعملی یکجہتی کے چمکتے موتی بن کر ایک لڑی میں پروئے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ مکی دور نبوت میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے نظریاتی اور فکری وحدت اور اخوت وبھائی چارے کا درس دے کر اپنے پیروؤں کی فکری وحدت کا رشتہ مضبوط سے مضبوط تر بنایا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابتداء سے ہی مسلمانوں کو یہ سبق سکھاتے رہے

"إِنَّمَا مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ كَالْجَسَدِ؛ إِذَا اشْتَكَى شَيْئًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ"[1]

"مؤمنوں کی مثال ایک جسم کی مانند ہے، جب ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کے لئے سارا جسم برسرپیکار رہتا ہے۔"

ایک اور حدیث میں حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ارشاد فرماتے ہیں

"إنَّ المؤمنَ للمؤمن كالبُنيانِ، يشُدُّ بعضُه بعضاً. وشبكَ ﷺ أَصَابِعَهُ"[2]

"ایک مؤمن دوسرے کے لئے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے اور (یہ بات بیان کرتے ہوئے) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے انگلیوں میں تشبیک فرمائی۔"

ان فرامین عالیہ کے ساتھ ساتھ قرآنی تعلیمات بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے تھیں۔ قرآن کریم نے تفرقہ اور انتشار سے بچاؤ اور وحدت واتحاد کا پیغام دوٹوک الفاظ میں دیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے

"وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا"[3]

"اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھامے رکھو، اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ نے تم پر جو انعام کیا ہے اسے یاد رکھو کہ ایک وقت تھا جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، پھر اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور تم اللہ کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو تفرقے سے بچنے اور اجتماعیت کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ان کو یہ احسان بھی جتلایا ہے کہ اسلام جو دین وحدت ہے۔ اس نے تمہاری آپس کی عداوتوں اور نفرتوں کو ختم کرکے تمہیں شیر وشکر بنایا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام وحدت واجتماعیت کا زبردست داعی ہے اور اسلام میں ہر اس چیز سے منع کیا گیا ہے جو اجتماعیت کے لئے نقصان دہ ہو۔ سورۃ الحجرات میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں

"إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ"[4]

"حقیقت تو یہ ہے کہ تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں، اس لئے اپنے دو بھائیوں کے درمیان تعلقات اچھے بناؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمہارے ساتھ رحمت کا معاملہ کیا جائے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین نے ان تعلیمات کا عملی پیکر بن کر دکھایا۔یہی وجہ ہے کہ مکی دور میں مسلمانوں نے سخت معاشی اور معاشرتی حالات اور انتہائی تکلیف دہ مصائب وآلام کا باہمی جذبہ ایثار اور رشتہ اخوت کی اساس پر مضبوط مقابلہ کیا اور دین حق اسلام پر مضبوطی سے قائم رہے۔مدنی دور نبوت میں آپ ﷺ نے باقاعدہ عملی طور پر مسلمانوں کے اندر اخوت وبھائی چارے کا رشتہ استوار کر کے ان کو وحدت کی لڑی میں پرو دیا اور یوں مسلمان سخت سے سخت اور نامساعد حالات کا ثابت قدمی سے مقابلہ کرنے کے قابل ہوئے۔امت مسلمہ آج بھی نبی کریم ﷺ کے فلسفہ مواخات کی اساس پر ایک قوم ایک وجود کی عملی آئینہ دار ہو سکتی ہے۔

2. مواخات کا معنی و مفہوم

مواخات عربی زبان میں باب مفاعلہ کا مصدر ہے اس کے معنی "بھائی چارے" کے آتے ہیں، باب مفاعلہ کی ایک خاصیت اشتراک کی ہے اسی وجہ سے مواخات میں "باہمی اخوت" کا مفہوم پایا جاتا ہے، اردو زبان میں باہمی اشتراک کا یہ مفہوم لفظ "بھائی چارے" میں پایا جاتا ہے اسی وجہ سے مواخات کا ترجمہ "بھائی چارہ" کرنا ٹھیک قرار پاتا ہے۔مواخات کی اساس "أَخُوَّةٌ ' اور اِخَاءٌ '" ہے، اسی سے "أَخٌ ' "نکلا ہے جس کے معنی "بھائی" کے ہیں اس کی جمع "إخوَةٌ 'اور إخوَانٌ '" آتی ہے۔[5]

علامہ زبیدیؒ لغت "تاج العروس" میں لکھتے ہیں

"الأُخُوَّةُ، تقولُ: بَيْني وبَيْنه أُخُوَّةٌ وإِخاءٌ"[6]

"اخوت جیسا کہ آپ کہتے ہیں میرے اور اس کے درمیان برادری اور بھائی چارہ ہے"

اخوت کا مصدر باب افعال سے "الإخاءُ"، باب تفعل سے "والتأخِّي" آتا ہے دونوں سے اس کے معنی "قَرابَةُ الأَخِ" یعنی برادری کے تعلق کے آتے ہیں۔[7] علامہ ابن درید ازدیؒ اپنی کتاب "جمہرۃ اللغۃ" میں لکھتے ہیں

"الإخوان: مَعْرُوف، جمع أَخ. والإخاء: مصدر واخيتُه وآخيتُه مواخاةً وإخاءً"[8]

"الاخوان معروف لفظ ہے جو "اخ" کی جمع ہے اور "الاخاء" مصدر ہے اور اس کا فعل "واخی" (مہموز الفاء) اور "آخی" (مہموز اللام) آتا ہے اور مصدر "مواخاۃ اور اخاء" آتا ہے۔"

خلاصہ یہ ہوا کہ مواخات کے معنی لغت میں "بھائی چارے" کے آتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس سے صرف نسبی "بھائی چارہ" مراد ہے بلکہ کسی اور سبب سے برادری کا تعلق قائم کرنا بھی "مواخات" کے مفہوم میں داخل ہے، جیسا کہ علامہ زبیدیؒ اس بات پر استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"وَفِي الحدِيثِ:(آخَى بينَ المُهاجِرِين والأَنْصَار، أَي أَلَّفَ بَينهم)بأُخُوَّةِ الإِسْلامِ والإِيمانِ"[9]

"اور حدیث میں آیا ہے کہ "آخَى بينَ المُهاجِرِين والأَنْصَار" رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم فرمائی یعنی انھیں آپس میں ملا لیا اسلام اور ایمان کی برادری کے ساتھ۔"

اس سے معلوم ہوا کہ نسبی رشتے کے علاوہ نظریے، عقیدے یا کسی اور سبب کی بنیاد پر برادری کا تعلق قائم کرنا بھی "مواخات" کے مفہوم میں داخل ہے۔

3. مواخات کا قیام

رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں مسلمانوں کے درمیان دو مرتبہ مواخات فرمائی ایک مرتبہ مکی دور زندگی میں اور ایک مرتبہ مدینہ میں مہاجرین اور انصار کے درمیان، جیسا کہ علامہ حافظ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں

" مواخات دو مرتبہ ہوئی ایک مرتبہ صرف مہاجرین کے درمیان مکہ میں جس میں مہاجرین کو آپس میں رسول اللہ ﷺ نے بھائی بھائی قرار دیا۔ اس مواخات میں زیادہ تر مکہ کے ہی باشندے تھے، البتہ کچھ لوگ باہر کے آئے ہوئے بھی اس میں شریک تھے، جیسے بلال حبشی، خباب بن ارت، حضرت سالم مولی ابی حذیفہ اور صہیب رومی رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ اور دوسری مرتبہ مواخات مہاجرین اور انصار کے درمیان مدینہ میں وقوع پذیر ہوئی۔"[10]

چنانچہ ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات فرمائی، حالانکہ دونوں حضرات مہاجرین میں سے ہیں۔[11] علامہ ابن حجر عسقلانیؒ مستدرک حاکم کے حوالے سے نقل کرتے ہیں

"عَنِ بن عُمَرَ آخَى رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَبَيْنَ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَعُثْمَانَ وَذَكَرَ جَمَاعَةً قَالَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ إِنَّكَ آخَيْتَ بَيْنَ أَصْحَابِكَ فَمَنْ أَخِي قَالَ أَنَا أَخُوكَ"[12]

"ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بکر اور عمر کے درمیان، طلحہ اور زبیر کے درمیان، عبد الرحمن بن عوف اور عثمان کے درمیان مواخات قائم فرمائی اور اسی طرح ایک جماعت کا تذکرہ کیا، آخر میں حضرت علی نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ؛ آپ نے اپنے ساتھیوں کے درمیان مواخات فرمائی، میرا بھائی کون ہو گا، آپ نے فرمایا میں آپ کا بھائی ہوں"۔

اسی طرح حافظ ابن سید الناس نے اپنی کتاب "عیون الاثر" میں لکھتے ہیں کہ اس مواخات میں مہاجرین و انصار

"بشمول رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی کے اٹھارہ مہاجرین کے نام گنوائے ہیں، جن میں نبی کریم ﷺ نے مواخات قائم فرمائی۔"[13]

دوسری مواخات ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ہوئی جو مواخات مدینہ کے نام سے جانی جاتی ہے۔ ہجرت مدینہ کے بعد سب سے پہلے نبی کریم ﷺ نے مسجد تعمیر کروائی اور اس طرح آپ ﷺ نے باہمی میل جول اور اجتماع کے لئے ایک مرکز قائم کیا جس میں نمازوں اور دوسرے عبادات کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے اجتماعی امور بھی طے ہوتے تھے، ہجرت کے پانچ مہینے بعد آپ ﷺ نے مسلمان اور مہاجرین کے درمیان مواخات قائم فرمائی، اس مقصد کے لئے آپ ﷺ نے حضرت انس بن مالک کے مکان پر مہاجرین اور انصار کا اجتماع فرمایا جو نوے نفوس پر مشتمل تھا، جن میں آدھے مہاجرین اور آدھے انصار تھے۔ اس حوالے سے علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں

"وَالْمَرَّةُ الثَّانِيَةُ: آخَى بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بَعْدَ مَقْدَمِهِ الْمَدِينَةَ"[14]

"اور دوسری مرتبہ آپ ﷺ نے مدینہ آنے کے بعد انس بن مالک کے گھر میں مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنھم کے درمیان مواخات فرمائی۔"

اس مواخات میں نبی کریم ﷺ نے پینتالیس مہاجرین میں سے ہر مہاجر کو ایک ایک انصاری صحابی کا بھائی بنایا، جس کے نتیجے میں انصار صحابہ کرام نے مہاجرین کو اپنے اموال متاع میں شریک کیا، یہاں تک کہ ایک بھائی کے مرنے کے بعد دوسرا بھائی شرعی طور پر اس کا

ISSN Online: 3006-8215
ISSN Print: 3006-8007

وارث بنتا تھا۔ وراثت کا یہ حکم غزوہ بدر تک جاری رہا، پھر جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی

"وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ"[15]

"اور اللہ کی کتاب کے مطابق نسبی رشتہ دار دوسرے مؤمنوں اور مہاجرین کے مقابلے میں ایک دوسرے پر (میراث کے معاملے میں) زیادہ حق رکھتے ہیں۔"

اس آیت کے نزول سے انصار و مہاجرین میں باہمی توارث کا حکم منسوخ ہو گیا لیکن بھائی چارے کا عہد باقی رہا۔ علامہ ابن حجرؒ فتح الباری شرح بخاری میں لکھتے ہیں

"فَكَانُوا يَتَوَارَثُونَ بِتِلْكَ الْأُخُوَّةِ وَيَرَوْنَهَا دَاخِلَةً فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَلَمَّا نَزَلَ قَوْلُهُ تَعَالَى وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ الله نُسِخَ الْمِيرَاثُ بَيْنَ الْمُتَعَاقِدَيْنِ وَبَقِيَ النَّصْرُ وَالرِّفَادَةُ"[16]

"چنانچہ اس اخوت کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے اور اسے وہ اللہ تعالیٰ کے قول "وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ "یعنی (اور جن لوگوں سے تم نے کوئی عہد باندھا ہو) پھر جب اللہ تعالی کا قول "وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ الله "یعنی (نسبی رشتہ ایک دوسرے پر زیادہ حق رکھتے ہیں) نازل ہوا تو معاقدین کے درمیان میراث کا حکم منسوخ ہوا اور باہمی نصرت و معاونت باقی رہی۔"

4. **شرکاء مواخات مدینہ**

ابتداء میں جب مواخات ہو رہی تھی تو راجح قول کے مطابق پینتالیس مہاجرین اور پینتالیس انصار صحابہ کرام اس میں شامل تھے۔ ان صحابہ کرام کے نام جو اس معاہدے میں شریک تھے، سیرت نگاروں نے تعداد میں مختلف لکھے ہیں جیسے ابن ہشامؒ نے سولہ مہارجرین اور سولہ انصار ذکر کئے ہیں، بلاذریؒ نے انساب الاشراف میں بائیس مہاجرین اور بائیس انصار صحابہ کرام کا تذکرہ کیا ہے، ابن حبیب نے چھپن چھپن اور ابن سید الناس نے پینتالیس مہاجرین اور پینتالیس انصار صحابہ کرام کے نام ذکر کئے ہیں، بعض مؤرخین کے نزدیک مہاجرین و انصار میں سے کوئی خاندان ایسا نہیں بچا تھا جو رشتہ مواخات میں نہ منسلک کیا گیا ہو، یہ قول زیادہ درست اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ جن مقاصد کے لئے عہد مواخات کرایا گیا تھا ان کے لئے تمام صحابہ کرام کا اس میں شریک ہونا ضروری تھا، چنانچہ بعض سیرت نگاروں نے ذکر کیا ہے کہ ابتداء تو جو مہاجرین مدینہ میں موجود تھے ان کا انصار کے ساتھ مواخات کا عہد کرایا گیا، بعد میں جو ہجرت کر کے آتے گئے تو وہ سلسلہ مواخات میں منسلک ہوتے گئے۔ مواخات مدینہ میں شریک صحابہ کرام میں سے کچھ کے نام ذکر کیے جاتے ہیں۔ اس حوالے سے علامہ علی بن احمد اندلسی اپنی کتاب "جوامع السیرۃ" میں لکھتے ہیں

"نبی کریم ﷺ نے جعفر بن ابی طالب جب کہ وہ اس وقت حبشہ میں تھے اور معاذ بن جبل کے درمیان، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور خارجہ بن زید بن الحارث کے درمیان، عمر بن الخطاب اور قبیلہ بنی سالم کے عتبان بن مالک کے درمیان، ابو عبیدۃ بن الجراح اور قبیلہ بنو عبد الاشہل کے سعد بن معاذ کے درمیان، زبیر بن العوام اور سلمہ بن سلامہ ابن وقش یا کعب بن مالک یا طلحہ بن عبید اللہ اور کعب بن مالک کے درمیان، عثمان بن عفان اور اوس بن ثابت کے درمیان جو حسان بن ثابت کے بھائی، سعید بن زید بن عمرو اور اُبی بن کعب کے درمیان، مصعب بن عمیر اور ابو ایوب کے درمیان، حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور عباد بن بشر کے درمیان، عمار بن یاسر اور حذیفۃ بن الیمان کے

درمیان، ابوذر غفاری اور منذر بن عمرو کے درمیان، حاطب بن ابی بلتعہ اور عویم بن ساعدہ کے درمیان، سلمان فارسی اور ابوالدرداء عویمر بن ثعلبہ کے درمیان اور بلال اور ابورواحہ عبداللہ بن عبدالرحمن خثعمی کے درمیان مواخات فرمائی۔[17]

مواخات میں جو نام ذکر کئے جاتے ہیں ان میں سے بعض میں اختلاف بھی ہے، جبکہ اکثر ان میں سے متفق علیہ ہیں، ان تمام ناموں کو جمع کیا جائے تو مجموعی طور پر پینسٹھ نام مہاجرین کے اور پینسٹھ نام انصار صحابہ کرام کے بنتے ہیں۔ اس طرح کل ایک سو تیس صحابہ کرام کے نام سیرت و تاریخ کی مختلف کتابوں میں مذکور ہیں۔

5. مواخات مدینہ کی تاریخی اہمیت

سیرت النبی ﷺ میں وحدت واخوت کے بے شمار مظاہر پائے جاتے ہیں ان میں سے ایک مواخات بھی ہے۔ عام طور پر مواخات کا ذکر کچھ اس طرح سے کیا جاتا ہے کہ یہ مہاجرین وانصار میں طے کیا جانے والا ایک عارضی معاہدہ تھا جس کے نتیجے میں دونوں طبقات میں اخوت اور بھائی چارے کی فضا قائم ہوگئی۔ بعض سیرت نگاروں نے اس کے دوسرے نتائج جیسے مہاجرین کی آبادکاری، نسلی امتیازات کا خاتمہ اور معاشی فوائد کی طرف بھی اشارات فرمائے ہیں، لیکن بنظر غائر دیکھا جائے اور علی وجہ البصیرت اس کے عوامل واسباب اور ثمرات کا تجزیہ کیا جائے تو اس کے اور بھی بہت سارے نتائج سامنے آتے ہیں ، جو اس کی تاریخی اہمیت کو واضح کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مواخات مدینہ کے محرکات اور تاریخی اہمیت کا تذکرہ اس لئے بھی ضروری ہے تاکہ واضح ہو کہ کن حالات اور کن کن مصالح کے پیش نظر یہ معاہدہ طے پایا تھا اور ان عوامل واسباب کی عصر حاضر کے ساتھ کیا مماثلت ومشابہت پائی جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مواخات کی اصل روح اور مغز دین اسلام کے حاملین کے درمیان وحدت واجتماعیت کا بیج بونا تھا جس کے بہت دوررس نتائج برآمد ہوئے۔ اسی وحدت واجتماعیت کے ضمن میں اور بھی بہت سے مصالح پیش نظر تھے جس کا ذیل میں مختصر اتذکرہ کیا جاتا ہے:

5.1 مفارقت کا غم دور کرنا

جب مہاجرین اپنے اہل وعیال اور سارا مال ومتاع چھوڑ کر مدینہ آئے تو ان کی کسمپرسی، وحشت وپریشانی اور اپنے خویش واقارب سے مفارقت کا غم الفت وموانست سے دور کرنا ضروری تھا، اس کے لئے نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات فرمائی تاکہ بوقت ضرورت وہ ایک دوسرے کے معین ومددگار اور مصیبت کے وقت غمگسار بنیں، اہل وعیال اور دیگر خویش واقارب سے مفارقت کی وحشت مہاجرین سے دور ہو جائے، قوی ضعیف کو قوت پہنچائے اور وہ ایک دوسرے کے منافع سے مستفید ہوں، مہاجرین وانصار ایک قوم ایک وجود ثابت ہوں اور تواضع وانکساری اور مواخات ومواسات کی اساس پر ایک ایسا معاشرہ قائم ہو جس میں تشتت وتفریق اور نفرت وعداوت کا نام ونشان باقی نہ رہے۔

5.2 نسلی امتیازات اور قبائلی تفاخر کا خاتمہ

نسلی امتیازات، قبائلی تعصبات اور باہمی فخر ومباہات میں اہل عرب مشہور ومعروف تھے، دین اسلام جس کی بنیاد اخوت وبھائی چارے پر ہے میں ان برائیوں کی قطعا گنجائش نہیں ہے، فکری طور پر مسلمانوں کے درمیان وحدت واتحاد نبی کریم ﷺ نظریہ ایمان سے ہی پیدا کر چکے تھے لیکن عرصہ دراز سے قائم رہنے والی یہ برائیاں جو عرب کے جاہلی معاشرے جڑ پکڑ چکی تھیں کے استحصال اور قلع قمع کرنے کے لئے ایک ایسے عملی اقدام کی ضرورت تھی، کہ جس سے نسلی امتیازات اور قبائلی مفاخر کا خاتمہ ہو چنانچہ مہاجرین وانصار کے درمیان

مواخات قائم کرکے آپ ﷺ نے ان برائیوں کی بیخ کنی فرمائی۔ مولانا سید محمد رابع حسنی اپنی کتاب "رہبر انسانیت" میں لکھتے ہیں

"مکہ سے آنے والے مسلمان اسماعیلی نسل سے ہونے کی وجہ سے اوس وخزرج کے اصل قرابت والے نہ تھے بلکہ ایک دوسرے کو ایک طرح سے غیر بلکہ حریف سمجھتے تھے، اس دوری اور اجنبیت کے مداوا کے لئے حضور اکرم ﷺ نے یہ کیا کہ ان میں باقاعدہ مواخات یعنی بھائی بھائی ہونے کا معاہدہ رشتہ داری طرز کا کرادیا جس سے دونوں کی نسلی علیحدگی قربت واخوت میں تبدیل ہوگئی۔"[18]

5.3 تہذیبی اختلافات کا خاتمہ

مہاجرین اور انصار کے درمیان تہذیبی لحاظ سے فرق پایا جاتا تھا، مہاجرین بادیہ نشین اور صحرائی تہذیب کے حامل تھے اور بدوی مزاج رکھتے تھے ان کے عادات واطوار میں صحرائی اقوام کے اثرات پائے جاتے تھے۔ صحرا کی آزادانہ زندگی کے ساتھ ہی انہوں نے رہن سہن کا نظام وضع کیا تھا، معاش میں تجارت اور شکار پر انحصار کرتے تھے جبکہ انصار میں سے اکثر کا تعلق اوس اور خزرج سے تھا، یہ لوگ زمانہ قدیم سے کاشتکاری اور زراعت کے پیشے سے منسلک تھے اور ان کے اطوار وعادات میں متمدن اور متمول قوموں کے اثرات پائے جاتے تھے، ہجرت کے بعد مدینہ میں ان دو تہذیبوں کا اجتماع ہوگیا ایک زرعی تہذیب تھی اور دوسری صحرائی جو ایک دوسرے سے مختلف تھی۔ عبداللہ بن ابی اور اس کے ہم خیال ہمیشہ اس تاڑ میں رہتے تھے کہ کسی طرح اس تہذیبی اختلاف سے فائدہ اٹھایا جائے اور مسلمانوں کے درمیان پھوٹ اور افتراق پیدا ہوجائے، جیسا کہ جب غزوہ بنی المصطلق کے موقع پر ایک مہاجر اور ایک انصاری کے درمیان پانی کے کسی معاملے پر جھگڑا ہوا اور معاملہ اس حد تک بڑھ گیا کہ اندیشہ ہوگیا کہ کہیں مہاجرین اور انصار کے درمیان لڑائی نہ چھڑ جائے، لیکن حضور ﷺ نے لڑائی کو فرو کیا اور دونوں فریقوں کو اس قسم کی عصبیت سے سختی سے منع فرمایا، عبداللہ بن ابی کو جب اس جھگڑے کا علم ہوا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم نے مہاجروں کو شہر میں پناہ دے کر اپنے سر پر چڑھالیا، یہاں تک کہ وہ اب مدینے کے اصل باشندوں پر ہاتھ اٹھانے لگے ہیں، یہ صورت حال قابل برداشت نہیں ہے۔[19] اس قسم کی شرارتوں سے بچنے کے لئے اس تہذیبی اختلاف کو جلد از جلد ختم کرنا ضروری تھا، چنانچہ مواخات کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ انصار ومہاجرین آپس میں مل جائیں، ایک دوسرے کو سمجھیں اور ایک دوسرے کے اچھی عادات واطوار اپنائیں، اس طرح یہ تہذیبی اختلاف بتدریج ختم ہوگیا۔

5.4 غربت اور ناداری کا خاتمہ

مکہ کے مسلمان اپنا سارا مال ومتاع مکہ میں چھوڑ کر آئے تھے ویسے بھی اکثر مسلمانوں کا تعلق غریب طبقہ سے تھا کچھ صحابہ کرام متمول تھے وہ بھی اپنے مال واسباب مکہ میں چھوڑ کر مدینہ ہجرت کر آئے تھے یہاں ان کی حیثیت نادار اور مفلس لوگوں کی ہوگئی تھی، جیسا کہ قرآن کریم میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

"لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ"[20]

"(مال فے) ان حاجت مند مہاجرین کا حق ہے جنہیں اپنے گھروں اور مالوں سے بے دخل کیا گیا ہے وہ اللہ کی طرف سے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جو راست باز

ہیں۔"

لہٰذا معاشی سہارا مہاجرین کی فوری ضرورت تھی جو رسول اللہ ﷺ نے مواخات کی صورت میں پوری فرمائی۔اس کے علاوہ مواخات میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ انصار کا تعلق زراعت پیشہ لوگوں سے تھا جبکہ مہاجرین تجارت پیشہ تھے انصار میں تجارت محدود تھی جبکہ مہاجرین زراعت سے ناواقف تھے۔مواخات کے ذریعے انھیں ذرائع معاش کی توسیع میں ایک دوسرے کی صلاحیتوں اور تجربات سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل گیا،یہی وجہ تھی کہ انصار جو زیادہ تر یہود سے قرضہ لے کر اپنی زرعی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے اور مہاجرین جو خالی ہاتھ مدینہ آئے تھے مختصر عرصہ میں خود کفیل ہو گئے۔

5.5 غلامی کی لعنت سے چھٹکارا

مواخات کا ایک مضبوط محرک یہ بھی تھا کہ مسلمانوں میں موالی یعنی غلامی سے آزادی پانے والا طبقہ بھی خاصی تعداد میں تھا۔جاہلی معاشرے کے ظلم وجور کی چکی میں پسنے والا یہ طبقہ فخر ومباہات میں گھوڑے دوڑانے والے لوگوں میں رہ کر احساس کمتری کا شکار ہو گیا تھا۔اسلام نے اگرچہ اصول مساوات کی اساس پر احساس کمتری کسی قدر ان سے دور کر دی تھی لیکن غلامی کی تاریخ پر نظر رکھنے والا شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ عرصہ دراز تک جاہلی معاشرے میں غلامی کی ذلت آمیز زندگی نے ان کے قلب ودماغ پر جو نقوش ثبت کئے تھے وہ جلدی یکسر محو ہونے والے نہ تھے۔یہی وجہ تھی کہ نبی کریم ﷺ نے مواخات مکہ ہو یا مدینہ دونوں میں موالی کو ان کے مزاج واحوال کے مناسب نام گرامی سرداروں کے ساتھ رشتہ اخوت میں منسلک فرمایا تھا،تاکہ ان کی ذہنی پستی دور ہو،وہ مساوات کے احساس کے ساتھ جی کر اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کریں اور احساس ذمہ داری کے ساتھ معاشرے کی تعمیر وترقی میں اپنا کردار ادا کریں۔

5.6 تعلیم وتربیت کا انتظام

مواخات میں رسول اللہ ﷺ کے انصار کی تعلیم وتربیت بھی پیش نظر تھی،مہاجرین جو تیرہ سال نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ میں بیت کر آئے تھے اپنے تقدم ایمانی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وتربیت کے چشمہ صافی سے زیادہ سیراب ہوئے تھے،وہ انصار کی نسبت آپ ﷺ کی صحبت سے زیادہ فیض یاب ہوئے تھے جبکہ انصار صحابہ کرام کو یہ موقع میسر نہیں آیا تھا۔رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ انصار مہاجرین کے قریب رہ کر ان سے تعلیم وتربیت حاصل کریں اور اسی طرح مہاجرین کی طرح انصار بھی پوری طرح اسلامی تعلیمات سے روشناس ہو جائیں۔

5.7 مل جل کر رہنے کا انتظام

مہاجرین جب ہجرت کرکے مدینہ آئے تو ان کو سر چھپانے کے لئے کوئی ٹھکانہ میسر نہیں تھا۔اس کا ایک حل یہ ہو سکتا تھا کہ مہاجرین کو انصار سے ایک الگ کالونی میں آباد کیا جائے۔دوسرا یہ کہ ان کو مواخات کی صورت میں وحدت کی لڑی میں پرو کر ان کے مل جل کر رہنے کا انتظام کیا جائے،الگ آباد ہونے کی صورت میں وہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے تھے جو مواخات کی صورت میں ان کو حاصل ہوئے۔اس حوالے سے "جدید سیرت النبی" کتاب میں مرقوم ہے

"علیحدہ آبادی کی صورت میں مہاجرین اور انصار میں شیر وشکر جیسی یگانگت نہیں پیدا ہو سکتی تھی اور باہمی انسیت والفت کی وہ نعمت جو اللہ تعالی نے ان حضرات کو عطا فرمائی تھی(جس کو کلام پاک میں خاص طور پر نمایاں فرمایا گیا تھا

)وہ مشاہدہ بن کر سامنے نہیں آسکتی تھی۔"[21]

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے مہاجرین کو انصار کے ساتھ رشتہ اخوت میں منسلک فرما کر مہاجرین کے رہنے کے لئے ٹھکانوں کا بندوبست فرمانے کے ساتھ ساتھ وہ مقاصد بھی حاصل کئے جو مواخات کے ذریعے وحدت واجتماعیت میں پیش نظر تھے۔

5.8 سیرت رسول ﷺ بطور نمونہ

حضور نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ ایک بہترین نمونہ عمل ہے، آپ ﷺ کی سیرت میں ہر قسم رہنمائی پائی جاتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيرًا"[22]

"حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ سے اور یوم آخرت سے امید رکھتا ہو، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔"

آپ ﷺ کی نبوت وتعلیمات نے قیامت تک باقی رہنا تھا اور ان تعلیمات میں ہر قسم کی رہنمائی کا پایا جانا بھی ارشاد الہی کے مطابق تکوینی تقاضہ تھا من جملہ مسائل کے مستقبل میں مہاجرین کی آباد کاری، مختلف قبائل اور نسلوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں دینی، علمی، معاشی اور معاشرتی موافقت پیدا کرنے کی ضرورت پیش آنی تھی اس کے لئے نبی کریم ﷺ نے مواخات کی صورت میں امت کے لئے ایک ایسا نمونہ چھوڑا جس سے بہتر، کامل اور احسن نمونہ ممکن ہی نہیں تھا۔

5.9 اتفاق واتحاد کا مظہر

اسلام جو دین وحدت ہے۔ جو عالمی اجتماعیت کا داعی ہے۔ جو کلمہ توحید کی بنیاد پر تمام انسانیت کو متفق ہونے کی دعوت دیتا ہے، ویسے تو اسلام میں اتحاد واتفاق کے مظاہر بہت زیادہ ہیں لیکن اس میں ایک ایسا عملی نمونہ پایا جانا ضروری تھا جس کی بنیاد ہی وحدت واجتماعیت کی تعلیمات کو عملی جامہ پہنانا ہو۔ اور وہ امت کے سامنے مواخات کی صورت میں پیش آیا۔

5.10 یہود کی معاشی اجارہ داری کا خاتمہ

ہجرت سے پہلے یہود کی یثرب پر معاشی اجارہ داری قائم تھی۔ مدینہ کی تجارت پر ان کا قبضہ تھا۔ اوس اور خزرج کے لوگ یہود سے سود پر قرضہ حاصل کرتے تھے۔ یوں سرمایے کے بل بوتے پر وہ اوس اور خزرج پر اپنی برتری کی دھاک بٹھائے ہوئے تھے، اپنے مال وزر کی فراوانی کے سبب وہ اوس اور خزرج کے لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے

"جب حضور ﷺ کے حکم پر محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھی یہودیوں کے ایک متمول سردار اور مسلمانوں کے سخت ترین دشمن کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لئے اس کے پاس گئے اور اس کی توجہ ہٹانے کی غرض سے اس سے غلہ ادھار لینے کا کہا تو اس نے پہلے ان سے اپنی عورتیں رہن میں رکھوانے کا کہا لیکن جب انہوں نے کہا کہ آپ عرب کے حسین وجمیل لوگوں میں سے ہیں تو اس نے مطالبہ کیا کہ آپ اپنے لڑکے رہن میں رکھوادیں، اس پر انہوں نے کہا کہ یہ تو ہمارے لڑکوں کے لیے زندگی بھر عار رہے گی اور لوگ ان کو طعنہ دیں گے کہ تم وہ ہو جو دو تین سیر غلے کے بدلے رہن رکھوائے تھے۔"[23]

بہر حال آپ اندازہ لگائیں کہ اس قدر متکبرانہ اور ہتک آمیز رویہ وہ کیونکر اختیار کئے ہوئے تھے۔ اس کی بنیادی وجہ ان کو اپنے مال وجائیداد پر گھمنڈ اور مسلمانوں کی معاشی اور تمدنی کمزوری کے سبب ان پر اپنا سیاسی دبدبہ تھا۔ اس لئے دشمن کے سیاسی اور سماجی رعب کو ختم کرنے اور اپنی دفاعی قوت بڑھانے کے لئے مسلمانوں کی وحدت اور اجتماعیت وقت کا اہم ترین تقاضا تھا جس کے مواخات سے بہتر کوئی صورت ممکن نہیں تھی۔

6. مواخات مدینہ کے معاصر اطلاقات

مواخات مدینہ کے نتیجے میں انصار صحابہ کرام نے مہاجرین کے لئے قربانی وایثار کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ دشمن بھی اس کی داد دیئے بغیر رہ نہ سکے۔ یہ ایک ایسا باہمی معاہدہ تھا، جس کی بنیاد پر رہتی دنیا کے لیے مسلمانوں کے لیے ایک رسول اللہ ﷺ کا اسوہ حسنہ سامنے آیا اور جس کو نمونہ بنا کر بہت سے اجتماعیت کے کاموں کی بنیاد پڑی ۔ سید امین زیدی اپنی کتاب "محمد رسول اللہ ﷺ "جو آر بی سی باڈلے کی کتاب "The Messenger" کا ترجمہ ہے میں مہاجرین کے انصار کی خدمات کے حوالے سے لکھتا ہے

> "انصار نے نہ صرف یہ کہ اپنے مہاجر بھائیوں کو کھلایا پلایا اور مکان میں اپنے ساتھ رکھا بلکہ اس کے علاوہ جو کچھ بھی ان کے پاس تھا اس میں بھی ان کو حصہ دار بنایا۔ اس بھائی چارے نے مکمل طور پر ایک خونی رشتہ کی شکل اختیار کرلی، یہاں تک کہ جب کوئی انصاری فوت ہو جاتا تو اس کے لئے لازم تھا کہ وہ اپنے ورثہ میں اپنے حقیقی وارثوں کے ساتھ اپنے منہ بولے بھائی کو متناسب حصہ دینے کی وصیت کرے۔ یہ ایک عظیم اور نہایت مدبرانہ خیال تھا کیونکہ اس نے انصار اور مہاجرین میں ایک قبیلہ کے افراد ہونے کا جذبہ پیدا کیا جس نے ایک نئے دین کی بنیاد کے طور پر بیش بہا کام کیا۔"[24]

ان مقاصد کے ساتھ مواخات مدینہ کے امت مسلمہ کے لیے مندرجہ ذیل معاصر اطلاقات ہوسکتے ہیں:

6.1 قربانی اور ایثار کا جذبہ

قربانی اور ایثار کی اس سے اور بڑی مثال کیا ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن الربیع اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات کرائی تو سعد نے عبد الرحمن سے کہا کہ میرا جو مال ہے وہ میرے اور آپ کے درمیان آدھا آدھا ہے اور میری دو بیویاں ہیں ان میں جو آپ کو پسند ہو اس کو میں طلاق دیتا ہوں۔ پھر جب وہ عدت گزار لے تو آپ اس سے نکاح کرلیں۔ عبد الرحمن نے کہا کہ مجھے آپ کے مال اور بیوی کی ضرورت نہیں ہے آپ مجھے بازار کا راستہ دکھایئے۔[25] انصار کی طرف سے اس جذبہ ایثار کی طرف قرآن کریم میں ان الفاظ میں اشارہ فرمایا گیا ہے

> "يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"[26]
>
> "جو کوئی ہجرت کر کے ان کے پاس آتا ہے یہ ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے، یہ اپنے سینوں میں اس کی کوئی خواہش بھی محسوس نہیں کرتے اور ان کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں، چاہے ان پر تنگ دستی کی حالت گزر رہی ہو۔"

6.2 بھائی چارے اور اخوت کا منظر نامہ

مواخات مدینہ کے نتیجے میں مسلمانوں کے اندر جو وحدت پیدا ہوئی اس کے بہت دور رس نتائج بر آمد ہوئے۔ اس کا صرف ایک پہلو توارث یعنی ایک دوسرے کا وارث بننا منسوخ ہوا ہے باقی پہلو بر قرار ہیں۔ عصر حاضر میں نبی کریم ﷺ کے فلسفہ مواخات پر عمل کرنا وقت کا شدید ترین تقاضا ہے، اس کے نتیجے میں جو وحدت قائم ہو گی اس سے امت مسلمہ وہ تمام فوائد و ثمرات حاصل کر سکتی ہے جو صحابہ کرام کو حاصل ہوئے تھے۔ وہ فوائد و ثمرات کیا تھے اور عصر حاضر میں ان کی معنویت کو ان الفاظ سے سمجھا جاسکتا ہے۔

مواخات کے نتیجے میں مہاجرین اور انصار کے درمیان ایسی وحدت قائم ہو گئی کہ وہ خود کو ایک خاندان کے افراد سمجھنے لگے، اور اس وحدت کے نتیجے میں انھیں بہت زیادہ فوائد حاصل ہوئے۔ مشکل حالات میں وہ ایک دوسرے کا سہارا بنے، مہاجرین کی اپنے اہل و عیال اور وطن سے مفارقت کے نتیجے میں پیدا ہونے والی وحشت انسیت میں بدل گئی۔ سب کچھ مکہ میں چھوڑ چھاڑ کر یہاں دوبارہ سے سنبھلنے کا موقع ملا اور ایک دوسرے سے خوب استحکام حاصل کیا۔

6.3 رہائش و ذرائع معاش کا انتظام

امت مسلمہ جو نظریاتی اور جغرافیائی حد بندیوں میں بٹی ہوئی ہے اور ہر جگہ زیر عتاب ہے فلسفہ مواخات پر عمل کر کے دوبارہ سنبھل سکتی ہے۔ مختلف ممالک میں فساد و بدامنی کے شکار متاثرین و مہاجرین کو انصار کی طرح اپنے ملک، شہر اور آنگن میں لبیک کہتے ہوئے اپنائیت کا احساس دلانا اور ان کی منظم آباد کاری اور ذرائع معاش میں تعاون و تناصر مواخات مدینہ کا عصر حاضر کے لئے عملی درس ہے جس سے ہر مسلمان کا مستفید ہونا ضروری ہے۔ مہاجرین کے علاوہ شہر کے اجنبی لوگوں سے اچھے مراسم قائم کرنا اور ان کی ہر ممکن مدد کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے تاکہ وہ اجنبیت کے بجائے اپنائیت محسوس کرے اور خوف اور ڈر کے بجائے اسے قلبی سکون اور اطمینان حاصل ہو۔ اس حوالے سے نو مسلم خصوصاً غیر مسلم ممالک میں بہت زیادہ مسائل کا شکار رہتے ہیں، اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ان کے عزیز و اقارب ان کو گھروں سے نکال دیتے ہیں اور وہ ہر قسم کے وسائل سے بے دخل کر دیئے جاتے ہیں، ایسے لاچار اور بے یار و مدد گار افراد کے لئے رہائش، تعلیم و تربیت اور ذرائع معاش کا انتظام کرنا امت مسلمہ کی اجتماعی ذمہ داری ہے اس کے لئے تمام مسلم ممالک کی طرف سے مال زکوۃ کا ایک متناسب حصے کا "مؤلفۃ القلوب" کے مصرف کے تحت بین الاقوامی فنڈ قائم کیا جاسکتا ہے جس سے ان حضرات کے مسائل کا بہتر انداز میں مداوا ہو سکتا ہے۔، غیر مسلم ممالک میں آباد مسلم اقلیتوں کو اس حوالے سے خصوصی کردار ادا کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح غیر مسلم ممالک میں مسلم اقلیتوں کو درپیش معاشی، سماجی اور دینی مسائل میں مسلم اقلیتوں کو مسلمان ممالک کی طرف سے اپنائیت کا احساس دلانا مواخات مدینہ کا اہم عصری تقاضا ہے۔

6.4 قبائلی، نسلی اور لسانی عصبیت کا خاتمہ

مواخات مدینہ سے مسلمانوں کے درمیان قائم ہونے والی مساوات کے نتیجے میں مہاجرین و انصار سے قبائلی، نسلی اور لسانی عصبیت یکسر ختم ہو گئی تھی۔ اس حوالے سے مولانا مناظر احسن گیلانیؒ اپنی کتاب "النبی الخاتم ﷺ" میں لکھتے ہیں

> "قریش کو اپنے نسب پر اپنے حسب پر بڑا ناز تھا، نسبی فخر ایک دیوتا تھا جو صدیوں سے ان میں پوجا جاتا تھا اور اس طرح پوجا جاتا تھا کہ غیر قریشی عربوں کے ساتھ حج کرنے میں بھی اپنی اہانت محسوس کرتے تھے، کالوں کے ساتھ دعا تک

نہیں مانگتے ہیں، اپنی ذلت سے ڈرتے ہیں۔ قریشی اس قبرستان میں بھی دفن ہونا ننگ خیال کرتے ہیں جس میں کوئی غیر قریشی دفن ہوتا، جس طرح آج بھی شودروں کی مسان برہمنوں چھتریوں کے مرگھٹ سے دور ہوتی ہے۔ یہی مواخات کا حسن عمل تھا جس نے اس بت کو بھی ڈھیر کردیا"۔[27]

امت مسلمہ آج بھی نسلی، لسانی، مسلکی اور جغرافیائی عصبیتوں کی بنیاد پر اختلاف وافتراق کی شکار ہے۔ دشمن عناصر "Divide and Rule" کے فلسفے پر عمل پیرا ہوکر ہماری اس کمزوری سے خوب فائدہ اٹھارہے ہیں۔ خلافت عثمانیہ کا سقوط اس کا بین ثبوت ہے۔ امت مسلمہ کو مہاجرین وانصار کے نقش قدم پر چل کر تمام عصبیتوں اور منافرتوں کو بھلا کر توحید اور تقوی کی اساس پر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنا ہوگا وگرنہ وہ وقت دور نہیں کہ ہمارے تمام تر فیصلے اغیار کے ہاتھ میں ہوں اور نئی نسل غلامی کا طوق پہن کر پیدا ہو۔

6.5 تہذیبی تصادم کا خاتمہ

مواخات مدینہ کے نتیجے میں اہل مدینہ اور اہل مکہ جو تہذیبی اختلاف پایا جاتا تھا وہ بتدریج ختم ہوگیا اور دشمن قوتوں کے وہ خواب جو وہ مہاجرین وانصار کے تہذیبی تصادم کے نتیجے میں دیکھ رہے تھے شرمندہ تعبیر نہ ہوسکے۔ آج بھی مغربی تہذیب جو اہل اسلام پر مسلط ہے۔ اس کے اثرات کی وجہ سے امت مسلمہ افتراق واختلافات کا شکار ہے۔ اس کا اندازہ آپ اس سے کرسکتے ہیں کہ ایک مرتبہ ڈاکٹر فضل الہی نے راقم سے بیان کیا کہ ان کا چھوٹا نواسہ جو امریکہ میں رہتا ہے "I Love Pakistan" تو دور کی بات ہے "I Like Pakistan" کہنے پر آمادہ نہیں ہورہا تھا۔

یہ اس تہذیبی تصادم کا نتیجہ ہے جو اہل اسلام اور اہل مغرب کے درمیان برپا ہے۔ مواخات مدینہ کی روشنی میں امت مسلمہ کے لئے دین وایمان کی بنیاد پر اسلام کو اپنا امتیاز اور اجتماعیت کی اساس قرار دینا ہوگا، اسلام ایک مکمل فلسفہ حیات ہے، اس میں کسی دوسری تہذیب سے کوئی چیز مستعار لینے کی ضرورت نہیں ہے، اسلامی تہذیب وتمدن کی ترویج واشاعت میں تعلیمی اداروں کا کردار بہت اہم ہوتا ہے جبکہ حال یہ ہے کہ ہماری تعلیمی ادارے بجائے اس کے اسلامی تہذیب وثقافت کو پروان چڑھائے الٹا مغربی تہذیب کی نشوونما کررہے ہیں۔ یہ صورتحال انتہائی تشویشناک ہے وحدت امت کے لئے اس سے نکلنا بہت ضروری ہے۔

6.6 تجربات اور صلاحیتوں سے استفادہ

مواخات مدینہ کے نتیجے میں انصار نے مہاجرین کو معاشی سہارا دیا، نیز ذرائع معاش کی توسیع میں وہ ایک دوسرے کے تجربات اور صلاحیتوں مستفید ہوئے۔ اہل مدینہ سے یہودیوں کی معاشی اجارہ داری ختم ہوگئی اور مسلمان قلیل عرصہ میں اپنی مدد آپ کے تحت خود کفیل ہوگئے، مسلم ممالک میں آج بھی اقتصادی وسائل اور رجال کار کی کمی نہیں ہے لیکن بد انتظامی، آپس کی نااتفاقی اور شعور کی کمی کی وجہ سے مغربی دنیا مسلم دنیا کو سود کی لعنت سے اپنے گرفت میں لئے ہوئے ہے، اور مسلم دنیا مغربی اقوام کے سودی جال میں اس بری طرح جکڑ چکی ہے کہ ان کی خود مختاری سلب ہوکر رہ گئی ہے، معاشی اجارہ داری کے نتیجے میں دشمن عناصر ہماری داخلہ اور خارجہ پالیسیوں پر اثرانداز ہورہی ہیں، اور ہماری معیشت زیادہ تر اہل مغرب کی رحم وکرم پر چل رہی ہے۔ مواخات مدینہ کے منہج پر امت مسلمہ کے لئے معاشی بیداری وقت کا اہم ترین تقاضہ ہے، جس کے لئے معاشرے کے غریب طبقات کو اہل ثروت کا سہارا دینا، ان کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا، سرمایہ اور محنت وفن کاری کی بنیاد پر اشتراک عمل اور مساوات کے اصول پر ذرائع معاش میں ان کو شریک کرنا معیشت کے استحکام لئے اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ آج بھی امت مسلمہ نوجوان نسل کی صلاحیتوں اور بزرگوں کے تجربات کے نتیجہ میں مشترکہ طور پر معاشی ترقی حاصل کرکے یورپ وامریکہ

کی معاشی غلامی سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

6.7 طبقاتی نظام کا خاتمہ

مواخات مدینہ کا ایک مقصد یہ تھا کہ غلاموں کا احساس کمتری ختم کیا جائے اور وہ مساوات کی بنیاد پر کھل کر اپنی صلاحیتوں کو نکھاریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ موالی میں سے مفسرین، فقیہ اور بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے، سیاسی سمجھ بوجھ رکھنے والے مختلف علاقوں کے ذمہ دار بن گئے، اشاعت اسلام میں انھوں نے بھرپور حصہ ادا کیا۔ صحابہ کرام کی تاریخ پر نظر رکھنے والے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مفسرین، فقہاء اور سیاسی مدبرین میں ان لوگوں کے نام سر فہرست ہیں۔ غلامی کا دور اگرچہ ختم ہو گیا ہے لیکن معاشرے کا کمزور اور مفلوک الحال طبقہ اب بھی موجود ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام معیشت، اشرافیہ، باس(Boss) کلچر اور طبقاتی نظام سے یہ طبقہ بالکل دب کر رہ گیا ہے۔ ان کی اندگی کی بنیادی ضروریات میسر نہیں ہیں۔ ایسے میں وہ کس طرح معاشرے کا ایک فعال پرزہ بن کر معاشرے کی تعمیر و ترقی میں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ فلسفہ مواخات کو مشعل راہ بنا کر اس طبقہ کو اٹھانا ہو گا، کلمہ توحید کی اساس پر ان کو مساوات کا احساس دلا کر انھیں معاشرے کے ذمہ دار افراد بنانا امت مسلمہ کا اہم فریضہ ہے۔ اس سے جہاں ان لوگوں کا احساس محرومی دور ہو گا وہاں معاشرے کی تعمیر و ترقی کے لئے رجال کار افراد بھی مہیا ہو جائیں گے۔

6.8 تعلیم و تربیت

مواخات مدینہ کے نتیجے میں مہاجرین جو تیرہ سال تک نبی کریم ﷺ کی صحبت سے فیض ہوئے تھے انصار کے گھروں میں تقسیم ہو گئے اور اس طرح انصار کے گھر غیر رسمی تعلیمی اداروں میں تبدیل ہو گئے اور تقدم ایمانی کی وجہ سے انصار و مہاجرین میں تعلیم و تربیت کے حوالے سے پیدا ہونے والا فرق بتدریج ختم ہو گیا۔ انصار کی تعلیم و تربیت کا یہ بہترین لائحہ عمل تھا جس کے دور رس نتائج بر آمد ہوئے۔ اس سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ ایک مسلمان کا گھر غیر رسمی تعلیم و تربیت کا ادارہ ہونا چاہئے، بحیثیت مسلمان بچوں اور خواتین کو بنیادی اسلامی تعلیمات گھر پر فراہم کرنا ہماری دینی ذمہ داری ہے۔ مواخات کے اس ملحوظہ سے طبقاتی نظام تعلیم کو ختم کرنے کا درس بھی ملتا ہے۔ طبقاتی نظام تعلیم اور امیر و غریب کے علیحدہ علیحدہ معاییر کا سدباب ارباب اختیار امت مسلمہ کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔ مساوی تعلیم و تربیت کے بغیر وحدت و اجتماعیت کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا ہے۔

6.9 غیر مسلم طاقتوں کے سیاسی غلبہ سے نجات

مواخات مدینہ کا ایک نتیجہ یہ بھی بر آمد ہوا کہ عرصہ دراز سے اوس و خزرج کے قبائل پر مختلف اسباب کی وجہ سے غیروں کا جو سیاسی رعب اور دبدبہ قائم تھا وہ مواخات کے نتیجے میں قائم ہونے والی وحدت اور اجتماعیت سے کی وجہ سے ختم ہو گیا۔ مسلمانوں کو داخلی استحکام حاصل ہوا اور وہ خود مختاری سے اپنے فیصلے کرنے کے قابل ہوئے۔ آج بھی امت مسلمہ ہر جگہ زیر عتاب ہے، اغیار ہم پر ٹیکنالوجی اور معاشی برتری کی بنیاد پر سیاسی بالادستی قائم کئے ہوئے ہیں۔ اس سے نکلنے کے لئے اسلامی اخوت کو اجاگر کر کے متحد ہونا ضروری ہے ورنہ جب تک ہم منتشر ہیں تب تک ہماری حیثیت دشمن عناصر کے لئے تر نوالے سے کچھ زیادہ نہیں ہے۔

خلاصۃ البحث

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امت مسلمہ میں جو افتراق و انتشار پایا جاتا ہے، فلسفہ مواخات کی اساس پر اسے بطریق احسن ختم کیا جا سکتا

ہے۔ اخوت اسلامی کو فروغ دیئے بغیر امت میں وحدت واجتماعیت قائم نہیں کی جاسکتی۔ مواخات مدینہ کے جو عوامل و محرکات اس وقت پائے جاتے تھے وہ محرکات واسباب آج بھی پائے جاتے ہیں۔ مواخات مدینہ کے نتیجے میں اس وقت جو مقاصد وفوائد حاصل کئے گئے تھے، موجودہ دور میں بھی وہ فوائد وثمرات حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ جس طرح اس وقت انصار ومہاجرین کے لئے مواخات اہمیت رکھتی تھی، اسی طرح آج بھی امت مسلمہ کے لئے مواخات انتہائی اہمیت کی حامل ہے بلکہ موجودہ دور میں امت مسلمہ اس کی پہلے کی نسبت زیادہ احتیاج رکھتی ہے۔

نتائج

اس مقالہ سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:۔

1. پرامن بقائے باہمی اور وحدت امت کے لئے فلسفہ مواخات کی بنیاد پر اسلامی اخوت کو فروغ دینے کے لئے اہل علم اور ارباب اختیار کردار ادا کر کے امت کو غربت اور دیگر بنیادی مسائل سے نجات دلا سکتے ہیں۔
2. فلسفہ مواخات کے اصول پر مہاجرین اور متاثرین کی آبادکاری کے لئے مسلم ممالک او آئی سی کی سطح پر بین الاقوامی سطح کے اقدامات کر کے مسلمانوں کو اعلیٰ تعلیم وتربیت کے مواقع فراہم کر سکتے ہیں۔
3. مواخات مدینہ کے وقت مہاجر بھائیوں کے لئے انصار مدینہ کے جو جذبات اور احساسات تھے ان کو مسلمانوں میں منتقل کرنے کے لئے تعلیمی، رفاہی ادارے اور تنظیمیں مثبت کردار ادا کر سکتے ہیں۔
4. مواخات مدینہ کی بدولت غریب مسلم ممالک کی غیر مسلموں کی معاشی اجارہ داری سے جان چھڑائی جاسکتی ہیں۔
5. فلسفہ مواخات کی اساس پر کمزور طبقات، نومسلموں اور معاصر مسلم اقلیتوں کے معاشی اور معاشرتی مسائل حل کرنے کے لئے مسلم ممالک مل جل کر بھرپور کردار ادا کر سکتے ہیں۔

مصادر ومراجع

1 الطبرانی، ابوالقاسم، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر للطبرانی، 2006ء، رقم الحدیث:49
Alṭbrạny̰, ạbwạlqạsm, sly̰mạn b̊n ạiḥ̊mad̊, ạ̊lmu῾jama ạlḵbyr llṭbrạny̰, 2006ʾ, Hadith No: 49

2 البخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض، 2002ء، 1، رقم الحدیث:254
Albukẖạry̰, ạbwʿbdạllH, muḥamãda b̊n ạsmạʿy̰l, ạlṣḥy̰ḥ ạlbkẖạry̰, mḵtbẗ ạ̊lmaʿārifa llnsẖrwạltwzy̰ʿ, ạlry̰ạḍ, 2002ʾ, Hadith No: 254

3 القرآن، 103:3
Al- Qur'an, 3 : 103

4 القرآن، 10:49
Al- Qur'an, 49 : 10

5 قاسمی، کیرانوی، وحیدالزمان، مولانا، القاموس الجدید، ادارہ اسلامیات، لاہور، 1990، ص:15
Qạsmy̰, ḵy̰rạnwy̰, wḥy̰dạlzmạn (mawãlānā), ạ̊lqāmūsa ạljdy̰d, ạdạrh ạslạmy̰ạt, lạ∘wr, 1990, P: 15

6 زبیدی، مرتضی، محمد بن محمد، تاج العروس من جواہر القاموس، الناشر، دارالہدایۃ، ج3، ص:48
Zubydy̰ , mrtḍy̰ , muḥamãda b̊n muḥamãdin , tāja ạ̊lʿarūsi min̊ jwạhrạlqạmws , ạlnãạsẖira , dạrạlhdạy̰h ,v3, P̃ :48

7 ایضاً

Ibid

8 الازدی، ابو بکر، محمد بن الحسن، جمھرۃ اللغۃ، المحقق: رمزی منیر بعلبکی، دار العلم للملایین، بیروت، 1987ء، ج2، ص:1057

Alązdy, ąbwbḵr-, muḥamãdib̊ni ąil̊ḥasinã , jmhrhąllg̱ẖh , ąl̊muḥaqĩqa: rmzy̰ mny̰r bʿlbḵy̰ , dąrąlʿlm llmląy̰y̰n , by̰rwt , 1987ʾ ,v2, P: 1057

9 تاج العروس من جواھر القاموس، ج3، ص48

Tãju ąl̊ʿarũsi min̊ jwąhrąlqąmws, V3, P48

10 عسقلانی، ابن حجر، ابو الفضل، احمد بن علی، فتح الباری، دار المعرفۃ، بیروت، 1959ء، ج7، ص:270

Asqląny̰, ąib̊na ḥajariⁿ, ąbwąlfḍl, ąiḥ̊mad̊ b̊n ʿly̰ , fatḥ̊a ąlbąry̰ , dąrąlmʿrfẗ , by̰rwt , 1959ʾ , V7,P:270

11 ایضاً

Ibid

12 ایضاً

Ibid

13 ابن سید الناس، الحافظ، ابو الفتح، محمد بن محمد، عیون الاثر، الناشر: المکتبۃ القدسی، 1937ء، ج1، ص:199

Ib̊na sy̰d ąlnãąsa, ąl̊ḥãfiẓa, ąib̊wi ąl̊fatḥ̊a, muḥamãdib̊ni muḥamãduⁿ, ʿy̰wn ąlatẖr, ąlnãąsẖira: ąlmḵtbẗ ąlqdsy̰, 1937ʾ V1, P: 199

14 ابن جوزی، ابن القیم، محمد بن ابی بکر، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1994ء، ج3، ص:333

Ib̊na jwzy̰, ąib̊na ąlqy̰m, muḥamãda b̊n ąby̰ bḵr, ządąlmʿąd fy̰ hdy̰ kẖy̰rąlʿbąd, mũssh ąlrsąlh , by̰rwt , 1994ʾ V3, P: 333

15 القرآن، 6:33

Al- Qur'an, 33: 6

16 ابن حجر، فتح الباری، ج12، ص:30

Ibn e Hajir, Fatḥ̊u ąlbąry̰, V12, P: 30

17 اندلسی، ابو محمد، علی بن احمد بن سعید، القرطبی، جوامع السیرۃ، دار المعارف، مصر، ص:96

Undlsy̰, ąbwmḥmd, ʿly̰ b̊n ąiḥ̊mad̊ b̊n sʿy̰d, ąlqrṭby̰ , jawãmiʿa ąlsy̰rhdąrąlmʿąrf , miṣ̊ruⁿ , P: 96

18 سید محمد رابع، حسنی، رہبر انسانیت، دار الرشید، لکھنو، 2011ء، ص:211

Sy̰ed mḥmdrąbʿ, ḥsny̰, rhbr ąnsąny̰t , dąrąlrsẖy̰d , lḵhnũ , 2011ʾ, P: 211

19 ابن کثیر، ابو الفداء، اسماعیل بن عمر، تفسیر ابن کثیر، المحقق: سامی بن محمد سلامہ، الناشر: دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ج8، ص:128

Ib̊na ḵtẖy̰r, ąbwąlfdąʾ, ąsmąʿy̰l b̊n ʿumariⁿ, tfsy̰rąbn ḵtẖy̰r, ąl̊muḥaqĩqa: sąmy̰ b̊n muḥamãdu sląmh, ąlnãąsẖira: dąrṭy̰bh lilnãsẖ̊ra wąltwzy̰ʿ, V8, P:128

20 القرآن، 8:59

Al- Qur'an, 59 : 8

21 محمد اسحاق ملتانی، جدید سیرت النبی ﷺ، ترتیب وتحسین مولانا زاہد محمود قاسمی، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، ج1، ص476

Muḥamãdu ąsḥąq mltąny̰, jdy̰d sy̰rt ąlnby̰ṣly̰ ąllh ʿlyh wslm, trty̰b wtḥsy̰n mawãlãnã zą̄hd maḥ̊mũda qąsmy̰, ądąrh tąly̰fąt ąsẖ̊rfy̰h, milãtãni, V1, P: 476

22 القرآن، 21:33

Al- Qur'an, 33 :21

23 کاندھلوی، محمد ادریس، مولانا، سیرۃ المصطفی ﷺ، مکتبہ عمر فاروق، کراچی، 2013ء، ج2، ص:140

Kąndhlwy, muḥamãda ądry̰s mawãlãnã, sy̰rh ąlmṣṭfy̰ṣly̰ ąllh ʿlyh wslm , mḵtbh ʿumaruⁿ fãrũquⁿ , ḵrąchy̰ , 2013ʾ , V2, P:140

24 عتیق الرحمن، صدیقی، نقوش سیرت، دار التذکیر، لاہور، 2008، ص154

ʿAty̰q ąlrãḥ̊mana, ṣdy̰qy̰, nuqũsẖa sy̰rt, dąrąltdẖḵy̰r , lą̄hwr , 2008 , P:154

25 الطبرانی، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث:72

Alṭbrạny̰ ,Ảlmuʿ̈jamu ạlḵby̰r llṭbrạny̰, , raq̊maạlḥdy̰ṯ: 728

26 القرآن، 9:59

Al- Qur'an, 59:9

27 گیلانی، مناظر احسن، مولانا، النبی الخاتم ﷺ، مکتبہ اخوت، لاہور، ص:76

Gy̰lạny̰, munāẓira ạuḥ̊sinã, mawãlānā , ạlnby̰ ạlkẖạtmṣly̱ ạllh ʿlyh wslm, mḵtbh ạkẖwt, lạhwr, P: 76